بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحابہ کا مقام ومرتبہ

علمائے متقدمین ومتاخرین نے صحابی کی تعریف میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہراس صاحب ایمان شخص کو صحابی کہا جائے گا جس نے ایمان کی حالت میں خاتم النّبیین محمد عربی ﷺ سے شرف ملاقات حاصل کیا اور اسی ایمان کے ساتھ وفات پائی،اور ظاہر ہے کہ وہ نابینا حضرات یا صحابہ کے نومولود بچے جو آنحضرت ﷺ کی خدمت مبارکہ میں لائے گئے ان سب کو ملاقات حاصل ہے لہٰذا بلاتردد جماعت صحابہ میں ان کا شمار ہوگا۔

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم آسمانِ ہدایت کے ستارے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ ستارے ایک جیسے نہیں چمکتے، بلکہ ہر کسی کی اپنی اپنی چمک ہے،لیکن یہ بات متعین ہے کہ ہرایک میں روشنی اورتاب ضرور موجود ہے،کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ جس میں اندھیرا ہو۔کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں جو ''طبقۂ محمود ومنصور'' ہیں۔عام طبقاتِ انسانی میں اچھے بُرے کی تقسیم ہے، یہاں تک کہ علماء میں بھی علمائے حق اور علمائے سوء کی دو قطاریں لگی ہیں،لیکن صحابہ میں یہ تقسیم نہیں ہے۔صحابہ سارے کے سارے ہی اچھے ہیں۔ان کے ظاہری احوال تو کجا؛ اللہ تعالیٰ نے ﴿وَاَلْـزَمَهُـمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى﴾ فرما کر ان کے باطن کی بھی خبر دے دی اور ان کے کمالِ نیکی وتقویٰ پر مہر تصدیق ثبت فرما دی ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت وعقیدت کے بغیر نبی کریم ﷺ سے سچی محبت نہیں ہوسکتی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کیے بغیر رسولِ گرامی ﷺ کی پیروی کا تصور محال ہے۔کیونکہ ان نفوسِ قدسیہ نے جس انداز میں زندگی گزاری ہے؛ وہ عین اسلام اور اتباعِ سنت ہے اور ان کے ایمان کے کمال وجمال، عقیدے کی پختگی، اعمال کی صحت وخوبی اور صلاح وتقویٰ کی عمدگی کی سند خود رب العالمین نے ان کو عطا کی ہے اور معلم انسانیت ﷺ نے اپنے قولِ پاک سے اپنے جاں نثاروں کی تعریف وتوصیف اور ان کی پیروی کو

ہدایت وسعادت قرار دیا ہے۔

صحابہ کا مقام؛ قرآن کی نظر میں

*…… فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّـذِیْـنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِندَ رَسُولِ اللّٰہِ اُولٰئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُم مَّغْفِرَۃٌ وَاَجْرٌ عَظِیْمٌ﴾ .(الحجرات:3)

''یقیناً جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے خالص کر دیا ہے، ان لوگوں کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔''

*…… اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَاعْـلَـمُـوْا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُولُ اللّٰہِ لَو یُطِیعُکم فِی کَثِیرٍ مِنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ حَبَّـبَ اِلَیْـکُـم الاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِی قُلُوْبِکُمْ وکَرَّہَ اِلَیْکُمُ الْکُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ اُوْلٰئِكَ ھُمُ الرَّاشِدُوْنَ﴾ (سورۃ الحجرات:7)

''اور جان رکھو کہ تم میں رسول اللہ (ﷺ) ہیں اگر بہت سے کاموں میں تمہاری بات مان لیا کریں تو تم پر مشکل پڑے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کی (تحصیل) کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا اور کفر وفسق اور عصیان سے تم کو نفرت دیدی ایسے ہی لوگ اللہ کے فضل اور انعام سے راہ راست پر ہیں۔''

*…… ایک مقام پہ فرمایا:

﴿وَالسَّـابِـقُـونَ الأَوَّلُـونَ مِـنَ الْمُھٰـجِرِینَ وَالأَنصَارِ وَالَّذِینَ اتَّبَعُوھُمْ بِإِحْسَـانٍ رَضِـیَ الـلّٰـہُ عَنْھُمْ وَرَضُوا عَنْہُ وَأَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِی تَحْتَھَا الأَنْھَارُ خٰـلِدِینَ فِیھَا أَبَدًا ذَالِكَ الفَوزُ الْعَظِیمُ﴾ (سورۃ التوبہ:100)

''مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے۔اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے

نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔''

※...... اسی طرح فرمایا:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُوْنَ فَضْلاً مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْواناً سِيْمَاهُمْ فِى وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ﴾ (سورة الفتح:29)

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ (اے مخاطب) تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کررہے ہیں کبھی سجدہ کررہے ہیں اور اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں ان کی (عبدیت) کے آثار سجدوں کی تاثیر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔''

صحابہ کا مقام؛ احادیث وآثار کی روشنی میں

※...... سیدنا عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اللّٰهَ اللّٰهَ فِى أَصْحَابِى ، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِى ، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّى أَحَبَّهُمْ ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِى أَبْغَضَهُمْ ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِى ، وَمَنْ آذَانِى فَقَدْ آذَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ ، وَمَنْ آذَى اللّٰهَ يُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهٗ)).

اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، تم میرے بعد انہیں ہدفِ ملامت مت ٹھہرانا، کیونکہ جس نے ان سے محبت کی اس نے (گویا) میرے ساتھ محبت ہونے کے باعث ان سے محبت کی اور جس نے ان کے ساتھ بُغض رکھا تو اس نے (گویا) میرے ساتھ بُغض ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ بُغض رکھا، جس نے انہیں ایذاء دی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچاتا ہے تو قریب ہے کہ وہ اس کی پکڑ فرمالے۔

[مسند أحمد: ٥/ ٥٤ ، ٥٧ ـ سنن الترمذی: ٥/ ٦٩٦]

یعنی صحابہ سے محبت کرنا نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت ہونے کی علامت ہے اور ان کے ساتھ بُغض رکھنا گویا نبی ﷺ کے ساتھ بُغض ہونے کی دلیل ہے۔

*...... سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ، لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ ، وَلَا نَصِيفَهُ)).

میرے صحابہ کو بُرا مت کہو، کیونکہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کر دے تو ان کے ایک مُد، بلکہ آدھے مُد (صدقے کے اجر وثواب) کو بھی نہیں پہنچ پائے گا۔

[مسند أحمد: ٣/ ١١ ـ سنن ابن ماجه: ١/ ٥٧]

مُد ایک قدیم پیمانے کا نام ہے۔ اس کے وزن کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے: شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک اس کا وزن آدھے پیالے کے برابر اور اہل حجاز کے نزدیک ایک رِطل اور ایک تہائی رِطل کے بہ قدر ہے، جبکہ اہل عراق اور احناف اسے دو رِطل کے برابر مانتے ہیں۔

اس حدیث میں آپ ﷺ کا خطاب صحابہ کے بعد آنے والے لوگوں سے ہے جن کا بڑے سے بڑا عمل بھی صحابہ کے ایک معمولی سے عمل کے مقام ومرتبے تک نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ انہوں نے اس وقت جان ومال کی قربانیاں پیش کیں جب اسلام کی بنیاد رکھی جا رہی تھی اور ان چند نفوسِ قدسیہ کے سوا پوری دنیا میں اسلام کی حمایت میں قدم اُٹھانے والا کوئی نہ تھا۔

*...... سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

شَكَى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ ، فَقَالَ: ((يَا خَالِدُ! لِمَ تُؤْذِي رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ؟ لَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا لَمْ تُدْرِكْ عَمَلَهُ)) ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، يَقَعُونَ فِيَّ فَأَرُدُّ عَلَيْهِمْ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تُؤْذُوا خَالِدًا ، فَإِنَّهُ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ صَبَّهُ اللّٰهُ عَلَى الْكُفَّارِ)).

سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے (نبی ﷺ سے) خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، تو

آپ ﷺ نے فرمایا: اے خالد! تم ایک بدری صحابی کو کیوں تنگ کر رہے ہو؟ اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کر دو تو تب بھی اس کے ایک عمل کو نہیں پہنچ پاؤ گے۔ تو سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ میری عیب جوئی کر رہے تھے تو میں نے بھی انہیں جواب دے دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم بھی خالد کو تنگ مت کیا کرو، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی تلوار ہے، جسے اللہ نے کفار پر سونت رکھا ہے۔

[المعجم الصغير للطبراني: ١/ ٢٠٩ ـ المستدرك للحاكم: ٣/ ٢٩٨]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

أُمِرُوا بِالِاسْتِغْفَارِ لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ، فَسَبُّوهُمْ.

لوگوں کو اصحابِ محمد کے لیے استغفار کا حکم دِیا گیا، لیکن انہوں نے صحابہ کو بُرا کہا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ سے فرمایا:

يَا ابْنَ أُخْتِي ، أُمِرُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ ، فَسَبُّوهُمْ.

اے بھانجے! لوگوں کو یہ حکم دِیا گیا تھا کہ وہ اصحابِ رسول کے لیے مغفرت کی دعا کریں، لیکن انہوں نے (دعا کرنے کی بجائے) انہیں بُرا بھلا کہا۔

[صحيح مسلم: 2317]

استغفار کا یہ حکم اس آیت میں بیان ہوا ہے: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيْمَانِ﴾ [الحشر: ١٠] (اے ہمارے پروردگار! ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ایمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صحابہ کا مقام ومرتبہ

علمائے متقدمین ومتاخرین نے صحابی کی تعریف میں جو کچھ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر اس صاحب ایمان شخص کو صحابی کہا جائے گا جس نے ایمان کی حالت میں خاتم النّبیین محمد عربی ﷺ سے شرف ملاقات حاصل کیا اور اسی ایمان کے ساتھ وفات پائی، اور ظاہر ہے کہ وہ نابینا حضرات یا صحابہ کے نومولود بچے جو آنحضرت ﷺ کی خدمت مبارکہ میں لائے گئے ان سب کو ملاقات حاصل ہے لہٰذا بلا تردد جماعت صحابہ میں ان کا شمار ہوگا۔

تمام صحابہ رضی اللہ عنہم آسمانِ ہدایت کے ستارے ہیں اور یہ بات ظاہر ہے کہ ستارے ایک جیسے نہیں چمکتے، بلکہ ہر کسی کی اپنی اپنی چمک ہے، لیکن یہ بات متعین ہے کہ ہر ایک میں روشنی اور تاب ضرور موجود ہے، کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے کہ جس میں اندھیرا ہو۔ کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ہیں جو ''طبقۂ محمود ومنصور'' ہیں۔ عام طبقاتِ انسانی میں اچھے بُرے کی تقسیم ہے، یہاں تک کہ علماء میں بھی علمائے حق اور علمائے سوء کی دو قطاریں لگی ہیں، لیکن صحابہ میں یہ تقسیم نہیں ہے۔ صحابہ سارے کے سارے ہی اچھے ہیں۔ ان کے ظاہری احوال تو کجا؛ اللہ تعالیٰ نے ﴿وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى﴾ فرما کر ان کے باطن کی بھی خبر دے دی اور ان کے کمالِ نیکی وتقویٰ پر مہر تصدیق ثبت فرما دی ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت وعقیدت کے بغیر نبی کریم ﷺ سے سچی محبت نہیں ہوسکتی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کیے بغیر رسولِ گرامی ﷺ کی پیروی کا تصور محال ہے۔ کیونکہ ان نفوسِ قدسیہ نے جس انداز میں زندگی گزاری ہے؛ وہ عین اسلام اور اتباعِ سنت ہے اور ان کے ایمان کے کمال وجمال، عقیدے کی پختگی، اعمال کی صحت وخوبی اور صلاح وتقویٰ کی عمدگی کی سند خود رب العالمین نے ان کو عطا کی ہے اور معلم انسانیت ﷺ نے اپنے قولِ پاک سے اپنے جاں نثاروں کی تعریف وتوصیف اور ان کی پیروی کو

ہدایت وسعادت قرار دیا ہے۔

صحابہ کا مقام؛ قرآن کی نظر میں

٭...... فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَھُمْ عِندَ رَسُولِ اللّٰہِ اُولٰئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوبَھُمْ لِلتَّقْوٰی لَھُم مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ﴾۔(الحجرات:3)

”یقیناً جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے پست رکھتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے خالص کر دیا ہے، ان لوگوں کے لیے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔“

٭...... اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَاعْلَمُوْا اَنَّ فِیْكُمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَو یُطِیعُكم فِی كَثِیرٍ مِنَ الْاَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلٰكِنَّ اللّٰہَ حَبَّبَ اِلَیْكُم الاِیْمَانَ وَزَیَّنَہٗ فِی قُلُوْبِكُمْ وكَرَّہَ اِلَیْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوْقَ وَالْعِصْیَانَ اُوْلٰئِكَ ھُمُ الرَّاشِدُوْنَ﴾ (سورۃ الحجرات:7)

”اور جان رکھو کہ تم میں رسول اللہ (ﷺ) ہیں اگر بہت سے کاموں میں تمہاری بات مان لیا کریں تو تم پر مشکل پڑے لیکن اللہ تعالیٰ نے تم کو ایمان کی محبت دی اور اس کی (تحصیل) کو تمہارے دلوں میں مرغوب کر دیا اور کفر وفسق اور عصیان سے تم کو نفرت دیدی ایسے ہی لوگ اللہ کے فضل اور انعام سے راہ راست پر ہیں۔“

٭...... ایک مقام پہ فرمایا:

﴿وَالسَّابِقُونَ الأَوَّلُونَ مِنَ الْمُھٰجِرِینَ وَالأَنصَارِ وَالَّذِینَ اتَّبَعُوھُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوا عَنْہُ وَأَعَدَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِی تَحْتَھَا الأَنھَارُ خٰلِدِینَ فِیھَا أَبَدًا ذَالِكَ الفَوزُ الْعَظِیمُ﴾(سورۃ التوبہ:100)

”مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے۔اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے

نہریں جاری ہوں گی جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔''

❊...... اسی طرح فرمایا:

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ﴾ (سورة الفتح:29)

''محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں تیز ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ (اے مخاطب) تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کررہے ہیں کبھی سجدہ کررہے ہیں اور اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہوئے ہیں ان کی (عبدیت) کے آثار سجدوں کی تاثیر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں۔''

صحابہ کا مقام؛ احادیث وآثار کی روشنی میں

❊...... سیدنا عبداللہ بن مغفل مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اللّٰهَ اللّٰهَ فِی أَصْحَابِی، لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِی، فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّی أَحَبَّهُمْ، وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِی أَبْغَضَهُمْ، وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِی، وَمَنْ آذَانِی فَقَدْ آذَى اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَمَنْ آذَى اللّٰهَ یُوشِكُ أَنْ یَأْخُذَهٗ)).

اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے معاملے میں اللہ سے ڈرو، تم میرے بعد انہیں ہدفِ ملامت مت ٹھہرانا، کیونکہ جس نے ان سے محبت کی اس نے (گویا) میرے ساتھ محبت ہونے کے باعث ان سے محبت کی اور جس نے ان کے ساتھ بُغض رکھا تو اس نے (گویا) میرے ساتھ بُغض ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھ بُغض رکھا، جس نے انہیں ایذاء دی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی، اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو اذیت پہنچاتا ہے تو قریب ہے کہ وہ اس کی پکڑ فرمالے۔

[مسند أحمد: ٥/ ٥٤، ٥٧ـسنن الترمذی: ٥/ ٦٩٦]

یعنی صحابہ سے محبت کرنا نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت ہونے کی علامت ہے اور ان کے ساتھ بُغض رکھنا گویا نبی ﷺ کے ساتھ بُغض ہونے کی دلیل ہے۔

*...... سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَسُبُّوا أَصْحَابِي ، فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ ، لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا أَدْرَكَ مُدَّ أَحَدِهِمْ ، وَلَا نَصِيفَهُ)).

میرے صحابہ کو بُرا مت کہو، کیونکہ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر تم میں سے کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کر دے تو ان کے ایک مُد، بلکہ آدھے مُد (صدقے کے اجر وثواب) کو بھی نہیں پہنچ پائے گا۔

[مسند أحمد: ۳/ ۱۱ ـ سنن ابن ماجه: ۱/ ۵۷]

مُد ایک قدیم پیمانے کا نام ہے۔ اس کے وزن کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے: شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک اس کا وزن آدھے پیالے کے برابر اور اہل حجاز کے نزدیک ایک رِطل اور ایک تہائی رِطل کے بہ قدر ہے، جبکہ اہل عراق اور احناف اسے دو رِطل کے برابر مانتے ہیں۔

اس حدیث میں آپ ﷺ کا خطاب صحابہ کے بعد آنے والے لوگوں سے ہے جن کا بڑے سے بڑا عمل بھی صحابہ کے ایک معمولی سے عمل کے مقام ومرتبے تک نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ انھوں نے اس وقت جان ومال کی قربانیاں پیش کیں جب اسلام کی بنیاد رکھی جا رہی تھی اور ان چند نفوسِ قدسیہ کے سوا پوری دنیا میں اسلام کی حمایت میں قدم اُٹھانے والا کوئی نہ تھا۔

*...... سیدنا عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

شَكَى عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ ، فَقَالَ: ((يَا خَالِدُ! لِمَ تُؤْذِي رَجُلًا مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ؟ لَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا لَمْ تُدْرِكْ عَمَلَهُ)) ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ، يَقَعُونَ فِيَّ فَأَرُدُّ عَلَيْهِمْ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تُؤْذُوا خَالِدًا ، فَإِنَّهُ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ صَبَّهُ اللّٰهُ عَلَى الْكُفَّارِ)).

سیدنا عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے (نبی ﷺ سے) خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی شکایت کی، تو

آپ ﷺ نے فرمایا: اے خالد! تم ایک بدری صحابی کو کیوں تنگ کر رہے ہو؟ اگر تم اُحد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کر دو تو تب بھی اس کے ایک عمل کو نہیں پہنچ پاؤ گے۔ تو سیدنا خالد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یہ میری عیب جوئی کر رہے تھے تو میں نے بھی انہیں جواب دے دیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم بھی خالد کو تنگ مت کیا کرو، کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی تلوار ہے، جسے اللہ نے کفار پر سونت رکھا ہے۔

[المعجم الصغیر للطبرانی: ۱/ ۲۰۹۔المستدرك للحاكم: ۳/ ۲۹۸]

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

أُمِرُوا بِالِاسْتِغْفَارِ لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ، فَسَبُّوهُمْ.

لوگوں کو اصحابِ محمد کے لیے استغفار کا حکم دیا گیا، لیکن انہوں نے صحابہ کو بُرا کہا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عروہ سے فرمایا:

يَا ابْنَ أُخْتِي، أُمِرُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِأَصْحَابِ مُحَمَّدٍ، فَسَبُّوهُمْ.

اے بھانجے! لوگوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ اصحابِ رسول کے لیے مغفرت کی دعا کریں، لیکن انہوں نے (دعا کرنے کی بہ جائے) انہیں بُرا بھلا کہا۔

[صحیح مسلم: 2317]

استغفار کا یہ حکم اس آیت میں بیان ہوا ہے: ﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيْمَانِ﴾ [الحشر: ۱۰] (اے ہمارے پروردگار! ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی مغفرت فرما جو ایمان میں ہم پر سبقت لے چکے ہیں)۔ بُرا بھلا کہنے والوں سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی مراد اہل مصر تھے جو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے تھے، یا اہل شام تھے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بُرا کہتے تھے، اور خارجی وحروریہ دونوں کو ہی بُرا کہتے تھے۔

❊...... نُسیر بن ذعلوق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے سنا:

لَا تَسُبُّوا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ، فَلَمَقَامُ أَحَدِهِمْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمْرَهُ.

اصحابِ محمد کو بُرا مت کہو، کیونکہ کسی ایک صحابی کا (نبی ﷺ کی صحبت میں) ایک گھڑی ٹھہرنا تم میں سے کسی کی عمر بھر کے عملوں سے بہتر ہے۔

[سنن ابن ماجه: ١ / ٥٧ ـالسنة لابن أبي عاصم: ٩٨]

*...... سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا: کچھ لوگ اصحابِ رسول، حتیٰ کہ سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرمانے لگیں: تمہیں اس سے تعجب کیوں ہے؟ ان اصحابِ رسول کے اعمال تو (ان کی وفات کے ساتھ) منقطع ہو گئے، لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کا اجر منقطع نہ ہو۔

[جامع الأصول: 6366]

*...... حضرت سعید بن زید نے عشرہ مبشرہ صحابہؓ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

((لَمَشْهَدُ رَجُلٍ مِنْهُمْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْبَرُّ فِيهِ وَجْهُهُ، خَيْرٌ مِنْ عَمَلِ أَحَدِكُمْ عُمُرَهُ، وَلَوْ عُمِّرَ عُمُرَ نُوحٍ))

''اللہ کی قسم، صحابہ کرام میں سے کسی کی ایک بھی غزوہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضری تم میں سے کسی کے اعمال سے بہتر ہے، اگرچہ وہ نوح علیہ السلام کی عمر ہی پالے۔''

*...... امام طحاوی رحمہ اللہ نے عقیدہ اہل السنّہ کی ترجمانی ان الفاظ سے کی ہے:

''ہم اصحابِ رسول سے محبت رکھتے ہیں، ان کی محبت میں کوتاہی نہیں کرتے اور نہ ہی ان میں سے کسی سے اظہارِ برات کرتے ہیں۔ صحابہ سے بغض رکھنے والوں اور ان کا ذکر خیر نہ کرنے والوں سے ہم بغض رکھتے ہیں، ان کا ذکرِ جمیل ہمیشہ ہماری زبانوں پر رہتا ہے۔ صحابہ سے محبت دین وایمان بلکہ خوبی اسلام ہے اور ان سے بغض درحقیقت سرکشی اور کفر ونفاق ہے۔''

[عقيده طحاويه: 1 /57]

*...... جعفر بن برقان بیان کرتے ہیں کہ امام میمون بن مہران رحمہ اللہ نے فرمایا:

ثَلَاثٌ ارْفُضُوهُنَّ: سَبُّ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّظَرُ فِي النُّجُومِ، وَالنَّظَرُ فِي الْقَدَرِ.

تین کاموں سے تم کنارہ کش رہو: اصحابِ رسول رضی اللہ عنہم کو بُرا کہنا، ستاروں کو دیکھ کر حال بتانا اور تقدیر کے معاملے میں (بے جا) غور وخوض کرنا۔

[السلسلة الصحيحة: ١/ ٤٣]

*...... ابن ابی زید قیروانی مالکی اہل السنہ کا موقف اس طرح بیان کرتے ہیں:

''بہترین زمانہ رسول اکرم ﷺ کے شرفِ صحبت سے فیض یاب ہونے والوں کا زمانہ ہے اور ان میں سے افضل ترین بالترتیب خلفاے راشدین سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم اجمعین ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکرِ خیر زبانوں پر رہے اور ان کے درمیان اختلاف پر بحث نہ کی جائے۔ سب سے بڑھ کر انہی کا حق ہے کہ فتنوں و اختلافات کے واقعات میں ان کے لیے بہتر راہ نکالی جائے اور ان کے حق میں بہتر موقف اختیار کرنے کا تصور اپنایا جائے۔''

[رساله القيرانويه: 123]

*...... امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اصحابِ رسول کے محاسن کا تذکرہ اور ان کے باہمی اختلافات پر بحث کرنا مستحب ہے۔ جو صحابہ کرام میں سے کسی کو بھی بُرا کہے، وہ بدعتی اور رافضی ہے، ان سے محبت کرنا سنت، ان کی اقتدا اور اُن کے لیے دعا وسیلۂ قربت اور ان کی عادات کو اختیار کرنا باعثِ فضیلت ہے۔''

[كتاب السنة: ص419]

صحابہ کے اجتہادی اختلافات

یاد رکھیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی انسان ہی تھے، ان سے کچھ مواقع پر بشری تقاضوں کے تحت لغزشیں ہوئی ہیں لیکن ان لغزشوں کو معاف کرنے والی ذات اللہ کی ہے۔ اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ان اجتہادی خطاؤں کو صرف معاف ہی نہیں کیا بلکہ اس معافی نامہ کو قرآن کریم کی آیات میں نازل فرما کر قیامت تک کے لیے ان ہستیوں پر تنقید و تبصرہ کا دروازہ ہی بند کر دیا۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کے ایمان کی صداقت اور اپنی پسندیدگی کی سند بھی بخشی ہے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر نقد کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کو علمائے حق نے نفس پرست اور گمراہ قرار دیا ہے۔ بلکہ ایسے شخص کو اپنے ایمان اور اسلام کی فکر کرنی چاہیے، کیونکہ

اسلاف رحمہم اللہ نے اس بارے میں بہت واضح ارشادات فرمائے ہیں۔ جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان وعظمت کے متعلق کیا خوب فرمایا:

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مُسْتَنًّا فَلْيَسْتَنَّ بِمَنْ قَدْ مَاتَ ، فَإِنَّ الْحَيَّ لَا تُؤْمَنُ عَلَيْهِ الْفِتْنَةُ ، أُولَئِكَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، كَانُوا أَفْضَلَ هٰذِهِ الْأُمَّةِ ، أَبَرَّهَا قُلُوبًا ، وَأَعْمَقَهَا عِلْمًا وَأَقَلَّهَا تَكَلُّفًا ، قَوْمٌ اخْتَارَهُمُ اللّٰهُ لِصُحْبَةِ نَبِيِّهٖ وَإِقَامَةِ دِينِهٖ ، فَاعْرَفُوا لَهُمْ فَضْلَهُمْ ، وَاتَّبِعُوهُمْ فِي آثَارِهِمْ ، وَتَمَسَّكُوا بِمَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَدِينِهِمْ ، فَإِنَّهُمْ كَانُوا عَلَى الْهَدْيِ الْمُسْتَقِيمِ .

”آپ لوگوں میں سے جو بھی شخص کسی طریقے کو اپنانا چاہتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اُن کے طریقے کو اپنائے جو (اس وقت صحابہ کرام میں سے) رحلت فرما چکے ہیں، کیونکہ زندہ انسان کی فتنے سے بچنے کی کوئی ضمانت نہیں، اور وہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہی ہیں، جو اس امت کے افضل لوگ تھے، انتہائی نیک دِل، راسخ علم والے اور کم سے کم تکلف کرنے والے تھے۔ وہ ایسی ہستیاں تھیں کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور اقامتِ دین کے لئے منتخب فرمایا تھا۔ لہٰذا تم ان کی فضیلت کو پہچانو، اُن کے نقش قدم پر چلو اور جتنا ممکن ہو ان کے اخلاق اور دین کو اپناؤ؛ کیونکہ وہ صراطِ مستقیم پر تھے۔“

(شرح الطحاوية لابن أبي العز الحنفي: ۱/ ۳۸۳)

اسی طرح سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک یہ بھی فرمان ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ الْعِبَادِ فَاخْتَارَ مُحَمَّدًا فَبَعَثَهُ بِرِسَالَاتِهٖ ، ثُمَّ نَظَرَ فِي قُلُوبِ النَّاسِ بَعْدَهُ فَاخْتَارَ لَهُ أَصْحَابَهُ فَجَعَلَهُمْ أَنْصَارَ دِينِهٖ وَوُزَرَاءَ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

”یقیناً اللہ تعالی نے بندوں کے دِلوں میں دیکھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منتخب فرمایا، پھر انہیں اپنے پیغامات دے کر (دنیا میں) بھیجا، پھر ان کے بعد لوگوں کے دِلوں میں دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے آپ کے ساتھیوں کا انتخاب فرمایا، پھر انہیں اپنے دِین کے مددگار اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وُزراء بنا دیا۔“

(مسند أبي داود الطيالسي: ۲۴۳)

تو جو ہستیاں خود پروردگار کی انتخاب کردہ ہوں؛ ان کے عالی شان و مقام اور بالاقدر و منزلت کے حامل ہونے میں کوئی شبہ ہوسکتا ہے؟!

ایسی چنیدہ و برگزیدہ ہستیوں کے متعلق امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

حُبُّهُمْ دِينٌ وَإِيمَانٌ وَإِحْسَانٌ ، وَبُغْضُهُمْ كُفْرٌ وَنِفَاقٌ وَطُغْيَانٌ .

''ان سے محبت کرنا دین، ایمان اور احسان ہے، اور ان سے بغض رکھنا کفر، نفاق اور سرکشی ہے۔''

(شرح الطحاوية للراجحي: ١/ ٣٦٤)

سبحان اللہ! ان اصحابِ ذی سعادت کی شان و منزلت کے کیا کہنے کہ جن کی محبت بندے کا دین و ایمان پرکھنے کی کسوٹی بن گئی ہو!!

اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے تو قولِ فیصل ہی کہہ ڈالا۔ میمونی بیان کرتے ہیں کہ مجھے امام صاحب نے فرمایا: اے ابوالحسن! جب تم کسی شخص کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تذکرہ برے انداز میں کرتے دیکھو تو اس کے مسلمان ہونے میں شک کرو۔ (البداية والنهاية: ٨/ ١٤٨)